بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیسائی بھائیوں کو دعوتِ اسلام

از

میاں قادر بخش ریٹائرڈ

ڈویژنل کمرشل آفیسر ریلوے

۱۲۱/ای جلیل آباد کالونی

ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

۷۸٦

عیسائی بھائیوں کو دعوت اسلام

از

میاں قادر بخش سابقہ
ڈویژنل کمرشل آفیسر ریلوے
E - ۱۲۱ جلیل آباد کالونی ملتان

265.2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

میں اس وقت اپنی عمر کے چوراسیویں سال میں ہوں لیکن عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور اسلام پر یورشوں نے مجھے مجبور کیا ہے کہ یہ کتابچہ لکھوں۔ میری خواہش ہے کہ یہ کتابچہ اگر ہر عیسائی کے پاس نہیں تو ہر عیسائی کے گھر تک پہنچ جائے اس کیلئے فنڈز کی ضرورت ہے جو میرے بس کی بات نہیں لہٰذا میری ہر جماعت ہر ادارے یا باثروت مسلمانوں سے پرزور گذارش ہے کہ اس کتابچے کو بار بار چھپوا کر تقسیم کریں اور اپنے لئے آخرت کا سرمایہ بڑھائیں۔ جہاں فرائض کے بعد ایسے، اعمال نجات کے لئے بہت ممد ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کی اس کوشش سے ایک یا ایک سے زیادہ عیسائی مسلم ہو جاویں تو آخرت کی کامیابی کا حتمی سامان ہو جاوے گا۔

میں تبلیغی جماعت والوں علماء اور مسجد کے واعظوں سے بھی گذارش کرتا ہوں کہ اس کو غور سے پڑھیں اور اس کی اشاعت میں نہ صرف ممد ہوں بلکہ خود بھی تبلیغ میں حصہ لیں۔

اگر کوئی صاحب اس کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کریں یا بشکل مجھے بھیج دیں تو یہ ترجمہ نہ صرف اپنے ملک میں تعلیم یافتہ حضرات کے لیے تبلیغ کا باعث ہوگا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی بھیجا جا

سکے گا۔ جہاں بیرون ملک ادارے اور سفارت کار مددگار ہو سکتے ہیں۔

احقر
میاں قادر بخش (سابقہ ڈویژنل کمرشیل آفیسر ریلوے)
حال ۱۲۱-E جلیل آباد کالونی ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

کچھ عرصہ قبل دوران سفر میری ملاقات ایک خوش پوش تعلیم یافتہ عیسائی سے ہوئی جو بذریعہ گاڑی لاہور سے کراچی جا رہے تھے اور میں ملتان سے صادق آباد جا رہا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس ایئر کنڈیشنڈ کمرہ میں ہم صرف دو مسافر تھے کچھ دیر خاموشی کے بعد بالآخر سکوت ٹوٹا اور ہم باہم گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ پہلے کچھ سیاسیات پر بات چیت ہوتی رہی بعد ازاں مذہبی نوعیت کی باتیں ہونے لگیں۔ اثنائے گفتگو مذکورہ شخص نے حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس میں کچھ نازیبا الفاظ استعمال کئے ایک مسلمان ہونے کی نسبت سے میرا تو خون کھول اٹھا۔

کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ہ

مگر میں نے ضبط سے کام لیا اور اس کی توجہ مندرجہ بالا قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر $\frac{285}{3}$ پ کی جانب مبذول کرائی اور میں نے یہ اقرار کیا کہ ہمارے لئے نہ صرف حضرت عیسٰی علیہ السلام قابل احترام ہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء قابل احترام ہیں اب بحث شدت اختیار کر گئی۔ دوران بحث میں نے حضور کے اسوۂ حسنہ

بیان کیئے اور مذکورہ شخص کو یاد کرایا کہ حضورؐ کے متعلق انجیل میں متعدد جگہ شہادت ملتی ہے اسی اثنا میں میرا سفر اختتام کو پہنچا اور وہ شخص مجھے محبت ۔احترام اور شکریہ کے احساسات کے ساتھ خدا حافظ کہنے کے لیئے دروازے تک آیا۔ گفتگو سے متاثر ہوکر اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ آپ نے جو کچھ" فرمایا" میں اس پر غور کروں گا۔

اس نے غور کیا ہو یا نہ کیا ہو مگر مجھے وہ غور کرنے پر ضرور آمادہ کر گیا۔اس سے یہ قابل غور پہلو نکلتا ہے کہ اگر چار گھنٹے کی قلیل سی ملاقات کے زیر اثر ایک شخص غور و فکر پر آمادہ کیا جا سکتا ہے تو جامع اور مفصل گفتگو سے تسلی بخش نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔اسی لیئے میں نے ایک چھوٹے سے کتابچہ میں وہ حقائق پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ میرے رقم کردہ یہ چند حقائق عیسائی برادری کی عقل و فہم تسلیم کر لے اور مشرف بہ اسلام ہو جائیں۔ مجھے افسوس ہے کہ دورانِ سفر ملنے والے اس اجنبی عیسائی بھائی کا نام پتہ نہ لے سکا ورنہ ان کے ساتھ رابطہ رکھا جا سکتا۔

(۳) قبل اس کے کہ میں کچھ لکھوں میں عیسائی برادری کو یاد دلانا مناسب خیال کرتا ہوں کہ زندگی کے بعد موت لازمی ہے اور موت کے بعد اعمال کا حساب بھی لازمی۔ اعمال حسنہ والے انعام عظیم کے مستحق ہوں گے جبکہ نافرمان اور بداعمال والے لامتناہی عذاب کے۔ اعمال حسنہ میں مالک حقیقی کی عبادت کو اولیت حاصل ہے اور عبادت خدا کی ہدایت صرف اور صرف اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں کے ذریعہ ملتی ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ میں گناہگار جو کچھ لکھ رہا ہوں اسے غور سے پڑھیے اگر ان حقائق سے آپکی قلبی تسلی ہو جائے تو فوراً اسلام قبول کرلیں۔ کیونکہ خوامخواہ کی ضد عقلِ سلیم پر پردہ ڈال دیتی ہے ہاں اگر کسی جگہ پر آپ کے علماء نے تضاد کیا ہے تو اس پر مزید غور کریں کیونکہ بعض اوقات شخصی یا اجتماعی فوائد و مفاد تاویل و اعتراض کا باعث بنتے ہیں اسی ضد اور ہٹ دھرمی کی بدولت قوم نوح۔ قوم عاد وغیرہ پر خداوند کریم کی طرف سے عذاب نازل ہوئے۔

۴۔ اگر آپ یہ کہیں کہ راہ روی کے سلسلہ میں خصوصاً ہمارا انتخاب کیوں؟ مان لیجیے کہ آپ اور ہم دونوں مذہبی لحاظ سے اہل کتاب ہیں ہمارا اور آپکا اس نسبت سے قریبی رشتہ ہے اور اس طرح ہمارے نقطۂ نگاہ کو سمجھنا آپ کے لیے مشکل ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم دونوں کا مدعا و مطمعِ نظر دینوی و آخروی زندگی کی کامیابی ہے اور ہاں کامیابی صرف اسی کی ہوگی جس نے خداوند کریم کے احکامات کو صدق دل سے قبول کیا۔ اور اطاعت و فرمانبرداری ملحوظ رکھی۔ خداوند کریم کے احکامات بذریعہ انبیاء ہم تک پہنچے۔ اور ظاہر ہے کہ قریب ترین زمانہ کے نبی کی وساطت سے جو احکام ہمیں ملیں گے وہ زیادہ معتبر اور قوی ہوں گے اور کامیابی و کامرانی کے زیادہ قریب ہوں گے۔

۵۔ مسئلہ تثلیث

یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا میں ایک لاکھ چالیس ہزار پیغمبر آئے اور سب کے سب ایک ہی پیغام لائے۔ توحید، ۔ خدا کو ایک مانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

خود عیسائیت میں مندرجہ ذیل سات گروہ تھے۔

(۱) ازلیسیہ (۲) پولیسیہ (۳) مقدونیوسیہ (۴) بربرانیہ (۵) ملکانیہ

(۶) یعقوبیہ (۷) نسطوریہ

ان میں بھی دو کا یعنی پولیسیہ اور مقدونیوسیہ کا اعتقادِ توحید پر تھا عقیدہ تثلیث۔ یعنی خدا یسوع اور روح القدس ایک ہیں اس کی نہ ہی حضرت عیسٰی کی زبانی تصدیق ہوتی ہے اور نہ ہی اسکو اناجیل اربعہ کی تائید حاصل ہے۔ انجیل مرقس ۱۲/۳۰ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خود فرمایا کہ ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اسی طرح انجیل متی ۱۰-۱۱/۴ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا تو اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر اس کے علاوہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے لئے ابن آدم کے الفاظ استعمال کئے مثلاً متی ۸/۲۰ میں فرمایا لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوائی پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کیلئے سر دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔ دوسری جگہ یعنی متی ۱۱/۱۹ میں فرمایا ابن آدم کھاتا پیتا آیا۔ صرف نئے عہد نامہ میں کم و بیش ۶۵ مرتبہ یسوع نے خود کو ابن آدم کہا۔ مسئلہ تثلیث کے متعلق انسائیکلو پیڈیا (برٹانیکا) کا مضمون "مسیحیت" اس طرح رقم کیا گیا ہے۔

عقیدہ تثلیث کا فکری سانچہ یونانی ہے اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے (عیسائیوں) کے لئے ایک عجیب قسم کا مرکب ہے۔

مذہبی خیالات بائیبل کے اندر ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفہ کی صورت

ہیں باپ۔ بیٹا اور روح القدس کی اصطلاحیں یہودی ذرائع کی بہم پہنچائی ہوئی ہیں۔

اسی طرح "مسیحی تعلیم باب پاک تثلیث ص۱۹ تا ص۲۰ شائع کردہ پنجاب ورنیکولر کتھولک سوسائٹی۔ کچہری روڈ انارکلی کا مندرجہ ذیل نوٹ بھی غور سے پڑھیں۔

" خدا میں تین شخص ہیں۔ باپ، بیٹا، روح القدس۔ خدا اس پاک تثلیث کا پہلا شخص ہے جو بیٹے اور روح کا شروع ہے یہ تینوں شخص آپس میں بالکل برابر ہیں۔ ان میں کچھ فرق نہیں۔ اس لئے تینوں شخص عزت کے لائق ہیں یسوع مسیح سچا خدا اور سچا آدمی بھی ہے اور مقدسہ مریم مسیح کی ماں ہونے کے سبب خدا کی ماں بنی۔ خاص کر قادر مطلق اس لئے نہیں کہلاتا کہ وہ زیادہ قدرت والا ہے بلکہ اس لئے کہ پاک نوشتوں میں قدرت باپ کی دانائی بیٹے کی اور پاکیزگی روح القدس کی کہلاتی ہے"۔

یہ عجیب منطق جو کسی آسمانی گمراہی کی پشت پناہی نہیں رکھتی سمجھ سے سے بالاتر ہے یعنی جو مخلوق ہے وہ قادر مطلق خدائی اور فرمانروائی میں برابر کی شریک اگر دانائی بیٹے کی اور پاکیزگی روح القدس کی ہے تو قدرت کس کام کی اور پھر لطف یہ کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ خدا میں تین شخص کس طرح بنے تو جواب ملتا ہے کہ "ہم نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ایمان کا یہ ایک بھید ہے"

(مسیحی تعلیم ص۲۰)

ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے متعدد جگہ پر خدا کے لئے لفظ "باپ" کا استعمال کیا ہے۔ یہ اسی غلط فہمی کا سبب ہو لیکن یاد رہے کہ یہ لفظ

مجازی طور پر استعمال کیا گیا ہے ورنہ اس نسبت سے سب انسان ابن اللہ ٹھہرتے ہیں نہ کہ تنہا یسوع مثلاً ایک جگہ حضرت یسوع نے فرمایا جب تم دعا کرو تو کہو کہ اے باپ تو پاک مانا جائے (لوقا ۱۹/۲)

(۵) اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حقائق پر بھی غور فرمادیں اگرچہ یہ تبصرہ گستاخانہ انداز کا ہے لیکن حقیقت بیان کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اگر درست ہو تو قبول کرنے میں بھی کوئی عار یا تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

و۔ بائیبل کا فتویٰ ہے کہ وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ہو سکتا ہے (ایوب ۲۵/۴) اس فتویٰ کی رو سے نعوذ باللہ حضرت یسوع بھی ناپاک ٹھہرے۔

(ب) دوسری جگہ یعنی پیدائش ۳/۱۶ میں ہے کہ عورت گناہ کی وجہ سے درد کے ساتھ بچے جنے گی۔ اور حضرت مسیح کی ولادت کے وقت حضرت مریم کو بھی دردِ زہ کی تکلیف ہوئی۔ اور اس لحاظ سے بائبل کے مطابق حضرت مریم بھی گناہگار ٹھہریں۔

(ج) چاروں انجیلوں نے اعتراف کیا ہے کہ حضرت مسیح نے سولی پر جان دے دی اور گلیتوں ۳/۱۳ کے مطابق " وہ ملعون ہے جو شخص سولی پر لٹکتا ہے اور قریباً یہی الفاظ استثنا ۲۱/۲۳ میں دہرائے گئے ہیں تو ان الفاظ کی رو سے نعوذ باللہ حضرت یسوع علیہ السلام ملعون ٹھہرے

(۶) حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ تثلیث اناجیل اربعہ سے کہیں بھی تصدیق نہیں پاتا بلکہ یہ بعد کی من گھڑت ایجاد ہے جو سینٹ پال نے پیش کی

(چنانچہ دیکھئے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے چودھویں ایڈیشن میں ڈیوڈ اینڈ چارلس اندرسن سکاٹ کا مضمون یسوع مسیح) ۳۲۵ء نیقیا کی کونسل نے شہنشاہ کونسٹائن کی سرپرستی میں مسیحی مذہب کے مسئلہ تثلیث کو بنیادی اصول ماننے جانے کا حکم دیا تو یوں کہنا چاہیئے کہ یہ عیسائیت اناجیل کے احکام کی اطاعت نہیں بلکہ نیقا کی کونسل کے جاری کردہ احکامات کی اطاعت میں ہے۔ تو نہ یہ حضرت عیسٰی کا مذہب ہے اور نہ کسی الہامی سند کی اطاعت میں ہے۔

۷۔ اناجیل اربعہ

۱۔ انجیل متی:۔ یہ پہلی تاریخ ہے جس کو مسیح کے شاگرد متی الاوانی نے حضرت مسیح کے دنیا سے اٹھ جانے کے ۹ سال بعد لکھا جو تقریباً ۲۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ پہلے عبرانی زبان میں لکھی گئی لیکن عبرانی زبان والا نسخہ ناپید ہے، ایک ترجمہ اس کا یونانی زبان میں ملتا ہے لیکن عیسائی یہ بتلانے سے قاصر ہیں کہ یہ ترجمہ کب ہوا اور کس نے کیا۔ لیکن اس کے باب اوّل اور دوم کو شارح انجیل نارٹن صاحب نے بمقابلہ لوقا تسلیم نہیں کیا۔

دیکھئے کتاب الاسناد صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۴۳ء

لوقا لکھتا ہے" چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے تھے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا اس لئے اے معزز تھیوفلس میں نے بھی مناسب جانا سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے تیرے لئے ترتیب سے لکھوں (لوقا ۱تا۳)

یوحنا لکھتا ہے "اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی (یوحنا ۲۱/۲۵)

ان دونوں بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ لوقا کی انجیل اس کی اپنی تصنیف ہے بلکہ یہ کہ وہ خود یسوع کا حواری بھی نہ تھا۔ اس نے جو کچھ لکھا لوگوں سے سن کر لکھا دوسری طرف یوحنا اپنی انجیل کو یسوع کی محض سوانح عمری قرار دیتا ہے اور وہ بھی اتنی مختصر کہ بقول اس کے اگر یسوع کے مکمل حالات کی تاریخ مدون کی جاتی تو اس کیلئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی۔

بائیبل میں جو مسلسل تحریف ہو رہی ہے اس کے متعلق عیسائی محقق پادری نارمن ونسنٹ ہیل کہتے ہیں کہ میں بڑے دکھ کے ساتھ مگر تمام خلوص دل سے اپنی یہ رائے پیش کرتا ہوں کہ بیسویں صدی کا پھر آنیوالا مسیح کئی ایک چرچوں میں اپنی تعلیم کو بڑی مشکل سے پہچان پائے گا اُسے سیدھے اور آسان پیغام کی اس سرد اور غیر ضروری انسانی تعلیم میں سے ڈھونڈ نکالنے میں کافی پریشانی ہوگی جو اُس زبردست اور زندگی بدل دینے والی طاقت یعنی مسیحت کی جگہ پیش ہوتی ہے
(کاسموپولیٹن دسمبر ۱۹۵۵ء)

اس سلسلہ میں بائیبل کے مشہور مفسر اوملو کے بھی قریباً قریباً یہی خیالات ہیں بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گئے کہ نقل کرنے والا بعض اوقات اصل عبارت کو تبدیل کر کے اس فرقہ کے خیالات لکھ دیتا جس میں وہ ہوتا۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ متی ۱۸/۲۰-۲۸ کے تحت عیسائی سمجھتے

ہیں کہ ان کو ہدایات ہیں کہ وہ سب قوموں کو جا کر بپتسمہ دیں لیکن اسی متی ۱۰/۶
میں انہیں سختی سے منع کیا گیا ہے کہ "سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہوں بلکہ
اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کے پاس جانا" اور اس لئے وہ بھیجے گئے تھے۔ یہ ایک
اور مثال ہے انجیل میں تحریف کی۔

۲۔ انجیل مرقس

یہ دوسری تاریخ ہے جو مسیح علیہ السلام کے ۲۱ سال بعد لکھی گئی۔ انجیل مرقس
الہا رونی نے یونانی زبان میں شہر انطاکیہ میں لکھی یہ تقریباً ۲۴ اوراق پر مشتمل ہے
اس کے متعلق بھی شارح فاضل نارٹن اپنی کتاب میں صفحہ ۱۶۱ پر لکھتا ہے کہ جن اعجازی
باتوں کو لوقا نے لکھا ہے ان میں جھوٹی روائتیں بھی شامل ہوگئی ہیں اور اس کے
لکھنے والے نے شاعرانہ مبالغے سے کام لیا ہے اور سچ اور جھوٹ میں تمیز مشکل ہے۔

۳۔ انجیل لوقا

یہ تیسری تاریخ ہے جس کو لوقا طبیب نے تالیف کیا۔

۴۔ انجیل یوحنا

یہ چوتھی تاریخ ہے جس کو مسیح کے شاگرد یوحنا نے حضرت مسیح کے انتقال
کے ۶۹ سال بعد لکھا یہ بھی شہر اتھینس (ATHENS) میں یونانی زبان میں
لکھی گئی جو چوبیس صفحوں پر مشتمل ہے۔

۸ ـ ان چار انجیلوں کے علاوہ ایک اور انجیل برناباس بھی ہے جسکو
ارباب کلیسا نے یہ کہہ کر صدیوں پوشیدہ رکھا کہ یہ جعلی انجیل ہے جو کسی بدعتی نے
لکھی ہے۔

یہ وہ انجیل ہے جو برنا باس حواری نے لکھی تھی دنیا کو اس کے وجود کا علم پہلی بار اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ جب شاہ پروشیا کے مشیر سجے۔ الیف کریمر نے ۱۷۰۹ء میں ایمسٹرڈیم کے کسی معزز آدمی کے کتب خانے میں اس کا نسخہ دریافت کیا۔ یہ ایطالی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ کریمر نے یہ نسخہ ۱۷۱۳ء مین ساز کے شہزادہ یوجین کی نذر کر دیا ۱۷۳۸ء میں شہزادہ یوجین کا سارا کتب خانہ وی آنا کے شاہی کتب خانہ میں منتقل ہوا۔ اور تب سے انجیل برنا باس کا یہ ایطالی نسخہ وہیں پر موجود ہے۔

۱۰۔ وی آنا پہنچنے تک اس کتاب کا علم چند خاص لوگوں تک محدود تھا مسلمانوں کو اس کی موجودگی کا بالکل علم نہ تھا اس دور کے عیسائی علماء بھی اس سے پوری طرح واقف نہ تھے البتہ اس کا چرچا ان کے حلقوں میں ہو چکا تھا۔ اور وہ یوں تھا کہ مسلمانوں نے کوئی جعلی انجیل لکھ رکھی ہے جس کا ایطالی ترجمہ یورپ میں موجود ہے۔ اور پھر خود ایک عیسائی عالم نے یہ انکشاف کیا کہ اس کتاب کا ایک ترجمہ ہسپانوی زبان میں بھی موجود ہے۔ مشہور انگریز جارج سیل نے ایطالی نسخہ کے وی آنا پہنچنے سے چار سال قبل ۱۷۳۴ء میں قرآن پاک کا ترجمہ شائع کیا تو اس کے تمہیدی مباحثے میں یہ عبارت لکھی کہ مسلمانوں کے پاس ایک عربی انجیل بھی ہے جس کو وہ سینٹ برنا باس کی انجیل بتلاتے ہیں۔ اس انجیل میں یسوع مسیح کی تاریخ ایسے ڈھنگ سے بیان کی گئی ہے جو صحیح انجیل کے طرز بیان کے بالکل برعکس ہے اور ان ہی طریقوں پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے جن پر محمدؐ اپنے قرآن پر چلے۔

حیرت ہوتی ہے کہ انجیل برنا باس ملے تو عیسائیوں کے کتب خانوں سے اور کہا یہ جائے کہ بغیر ثبوت کے مسلمانوں کے پاس ایک عربی انجیل بھی ہے۔

۱۱۔ اس انجیل برنا باس کو قبول نہ کرنے کا سبب مندرجہ بالا غلط شدہ فقرے سے ظاہر ہے اول تو صحیح انجیل ہی کہنا ہے غلط ہے انجیل چار ہیں ایک نہیں پھر چاروں کے بیانات میں اختلاف ہے۔ عیسائی بھی اسکو مانتے ہیں اور نہ ہی الہامی کتاب مانتے ہیں اس کے مقابلے میں قرآن پاک الہامی کتاب ہے اور اس کا دعوٰے بھی کرتا ہے۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۴/۲۵ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ‏۝

ترجمہ :۔ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو اور اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔ تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

کتنا بڑا چیلنج ہے جو ۱۴۰۰ سال سے اوپر کا عرصہ ہو چکا ہے دنیائے عالم سے کسی شخص گروہ یا جماعت نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ یہی قرآن کریم کی صداقت اور الہامی ہونے کی دلیل ہے جس کی تردید نہیں کی جا سکتی ہے۔

۱۲۔ اگر انجیل برنا باس اس پہ پوری طرح منطبق ہوتی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قرآن پر چلتے ہیں تو اس میں کیا قباحت تھی۔ چاہیئے تو یہ

تھا کہ اس کے متعلق تحقیق کی جاتی اور بعد تصدیق کہ اس کو قبول کیا جاتا اور اپنے اعتقادات کی بھی تصحیح کر لیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح کے بعد بہت لوگوں نے انجیل کا نام دیکر کتابیں لکھیں۔ جن کی تعداد ۴۰ بتائی گئی ہے لیکن ۳۲۵ء میں نیقیہ کی کونسل میں پیش کئے جانے پر علمائے نصاریٰ نے صرف ۴ اناجیل کو منظور کیا جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے باقی سب کو جعلی قرار دیا۔

۱۳۔ ان اناجیل کے بیانات میں متعدد جگہوں پر الفاظوں کے علاوہ بیانات کے اعتبار سے اختلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں مختصر طور پر تین واقعات بیان کروں گا۔ متی کے نویں باب میں ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میری بیٹی مر گئی ہے آپ چلیں اور اس کو زندہ کر دیں۔

یہی واقعہ انجیل لوقا کے ساتویں باب میں ہے جہاں پر لڑکی کو قریب المرگ کہا گیا ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت یسوع مسیح کے شجرہ ہائے نسب کا ہے۔

(۱) متی ۱/۱۶ میں یسوع کے باپ کا نام یوسف اور یوسف کے باپ کا نام یعقوب بتایا گیا ہے۔

۲۔ اسی متی ۱/۲۰ میں فرشتہ نے مسیح کے باپ یوسف کو ابن داؤد کہہ کر پکارا ہے۔

۳۔ لوقا ۳/۲۳ میں لکھا ہے کہ یسوع یوسف کا بیٹا تھا اور وہ عیلی کا۔

(۱) کی رو سے یسوع کا شجرہ نسب ہوا یسوع بن یوسف بن یعقوب۔

(۲) کی رو سے یسوع کا شجرہ نسب یسوع بن یوسف بن داؤد

(۳) کی رو سے یسوع کا شجرہ نسب یسوع بن یوسف بن عیلی ہوا۔

اسی طرح یسوع کے سولی چڑھائے جانے کے متعلق متضاد بیانات ہیں۔

(۱) پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دیدیا (لوقا ۴۶/۲۳)

(۲) یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دیدی (یوحنا ۳۰/۱۹)

(۳) اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی یعنی اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (مرقس ۳۷ تا ۳۴/۱۵)

لوقا کہتا ہے کہ یسوع نے خوشی سے موت کو لبیک کہتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ یوحنا یسوع کا مایوسی کے عالم میں دم توڑنا بیان کرتا ہے۔ متی اور مرقس کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ یسوع نے سولی کا پھندا دیکھ کر چلا چلا کر خدا کی بے وفائی کا شکوہ کرتے ہوئے جان دی۔ ذرا سوچیے کہ ایک طرف انہیں نبی ہی نہیں خدا کا بیٹا بھی کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف اتنا گرا دیا جاتا ہے کہ وہ رفیق اعلےٰ کی طرف انتقال کرتے ہوئے غمگین ہو کر زمین پر منہ کے بل گر کر دعا کرتا ہے کہ موت کا پیالہ مجھ سے ٹل جائے (متی ۳۹، ۳۸/۲۶ مرقس ۳۶ تا ۳۴/۱۴)

۱۴ - ان واقعات کی روشنی میں یعنی (ل) ایک کی بجائے چار اناجیل وہ بھی ۲۴ میں سے منتخب کی گئیں (ب) واقعات کے اختلاف سے۔

(ج) حضرت مسیح کے انتقال کے سالوں بعد لکھی گئی ہیں (د) اور حضرت

مسیح کے بعد کے واقعات کے اندراج سے باور کرنا مشکل ہے کہ یہ الہامی کتابیں ہیں۔ اور نہ ہی عیسائیوں نے ان کے الہامی کتابیں ہونے کا کبھی دعویٰ کیا ہے لیکن ان کا تقدس اس طرح قائم کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں کو روح القدس کی مدد اور پادری سے لکھا تھا اگر ایسا ہوتا تو ان چاروں کے مضامین میں اختلاف نہ ہوتا۔ شارح آدم کلارک / نارٹن اور ہارن محققوں کا متفقہ قول ہے کہ تطبیق کی کوئی صورت نہیں۔

۱۵۔ تورات

یہ کتب جناب مسیح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہ السلام سے لکھی گئی تورات کے نام پر یہودیوں کے پاس دین کے لیے جو بھی سرمایہ تھا وہ تمام کا تمام بخت نصر کے حملے سے یکسر مٹ گیا۔ چنانچہ ہیکل میں جو نسخہ بھی موجود تھا۔ اس نے تمام کا تمام جلا ڈالا۔ اور یہ بات صرف بخت نصر پر ہی ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد بھی جاری رہی چنانچہ انطیوکس نام کے ایک یہودی حکمران نے حکم دیا کہ تورات کا ایک ایک ورق بھی جس کے پاس ملے اس کو قتل کر دیا جائے۔ ان واقعات کی روشنی میں یہ بات قطعی واضح ہو گئی ہے کہ موجودہ کتاب تورات ہرگز کتاب موسیٰ نہیں بلکہ محض ایک تخیلی ترجمہ ہے۔ اگر یہ کتاب واقعی کتاب موسیٰ ہوتی تو اس میں نہ تو جناب موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کے نام آتے اور نہ ہی انکی موت اور کفن دفن کا ذکر ہوتا اس کے علاوہ اس تورات نے پاک نبیوں پر بہتان لگائے ہیں۔ چنانچہ پیدائش ۱۹/۳۱، ۳۶ میں

لکھا ہے کہ لوط کو شراب میں مست کر کے اس کی دونوں بیٹیوں نے لوط سے زنا کرایا جبکہ قرآن پاک لوط علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دی (ق ۲۶/۱۷۰)

۲۔ حضرت داؤد کے بڑھاپے میں جوان کنواری حسینہ لائی جاتی تھیں۔
(۱۔ سلاطین ۱/۱-۴)

جبکہ قرآن پاک کہتا ہے کہ ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو بڑی قوت والے تھے۔ اور بیشک وہ رجوع ہونے والے تھے۔

۳۔ حضرت داؤد نے اوریا کی بیوی کو محل میں بلا کر اس سے زنا کیا (۲ سیموئیل ۱۱/۲ تا ۴) اور پھر اوریا کو قتل کروا کر اسکی عورت کو اپنی بیوی بنا لیا۔ (۲ سیموئیل ۱۲/۱۰) حضرت سلیمان اسی عورت سے پیدا ہوئے (متی ۱/۶)
جبکہ قرآن پاک فرماتا ہے کہ ہم نے داؤد کو بڑائی عطا کی۔ سورۃ سبا (ق ۱۰/۳۴) اور دوسری جگہ سورۃ البقرہ (۲۵۱/۲) میں فرمایا کہ خدا نے داؤد کو بادشاہی اور دانائی بخشی۔

۴۔ سلیمان بوڑھے ہوگئے تو ان کی بیویوں نے ان کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کر دیا (۱۔ سلاطین ۱۱/۴) جبکہ قرآن پاک حضرت سلیمان کو اس سے بری سمجھتا ہے چنانچہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ میں فرمایا کہ سلیمان نے مطلق کفر نہیں کیا۔ بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے۔ اور دوسری جگہ یعنی سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے کہ ہم سلیمان اور داؤد دونوں کو حکم اور علم بخشا تھا

۵۔ ابراہیم اور اسحاق نے اپنی خوبصورت بیویوں کو اپنی بہن بنا کر جھوٹ بولا تھا۔ (پیدائش ۱۲، ۱۱-۱۹، ۲۶/۷) جبکہ قرآن پاک میں ہے کہ اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو۔ بیشک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے (سورۃ مریم ۱۹/۴۱) سورۃ صٰفٰت ۳۷/۱۱۲ میں فرمایا۔ ابراہیم مومن بندوں میں سے تھے ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی ایک نبی جو نیکوکاروں میں سے تھا۔ اور پھر سورۃ مریم آیات ۴۹-۵۰ میں فرمایا اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے حصہ دیا۔ اور ہم نے ان کے لیے سچا ذکر بلند کیا۔

۶۔ نوح شراب کے نشے میں ننگے ہوئے (پیدائش ۹/۲۰-۲۱)

۷۔ یعقوب خدا سے کشتی لڑے (ہوسیع ۱۲/۴) ان بیانات کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ موجودہ تورات اصل تورات یا اس کی کاپی ہے اور ان حالات میں اس کو ایمان کی ایک شرط ماننا کہاں تک درست ہے۔

۱۶ واقعہ صلیب

چاروں انجیلوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا لیکن قرآن پاک کی سورۃ نساء آیت نمبر ۱۵۷ ۴/۱۵۷ اس کی پرزور تردید کرتا ہے چنانچہ فرمایا۔ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (نہ اس کو قتل کیا گیا نہ سولی چڑھایا گیا بلکہ ان کو اس میں شبہ ہو گیا)

اور اس آیت میں آگے چل کر فرمایا وما قتلوہ یقیناً
روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو وقت کے قانون کے مطابق پہلے یہودی مذہب عدالت سے ارتداد کے جرم میں موت کی سزا ملی اس کے بعد ملکی عدالت میں رومی حاکم سے بغاوت کے جرم میں سولی کی سزا کا حکم ہوا۔ یہاں اس بات کا خیال رہے کہ ملک میں آبادی یہود کی تھی پولیس عدالت اور فوج رومیوں کی تھی۔ رومی بت پرست اور مشرک تھے جبکہ یہودی توحید اور نبوت کے قائل تھے۔ رومیوں کی زبان لاطینی تھی اور یہودیوں کی بول چال سریانی اور کتابی زبان عبرانی تھی اس واسطے ایک دوسرے کو سمجھنے میں دقت ہوتی تھی۔ جس دن رومی عدالت نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کا حکم سنایا گیا وہ جمعہ کا دن تھا۔ اور وقت سہ پہر کا تھا۔ یہودیوں کے مقدس دن سینچر کی شب عنقریب شروع ہونیوالی تھی اور دوسرے دن صبح ان کی عید فتح" لہذا ان کو جلدی تھی سولی چڑھانے کا کام جلد اختتام کو پہنچے۔

۱۷۔ حضرت عیسیٰ ایک پتلے دبلے اور لاغر شخص تھے۔ قاعدہ یہ تھا کہ جس کو سولی کی سزا ملے وہ سولی کی لکڑی جو عدالت میں رہتی تھی مجرم خود اس کو اٹھا کر سولی گھر لے جاتا تھا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لکڑی اٹھائی ہوئی تھی وقت کم ہے اور فاصلہ زیادہ اور ساتھ ہی عیسیٰ کے ہم قوم انبوہ در انبوہ ساتھ ہیں جو آپ کو ستاتے ہوئے چھیڑتے اور آوازے کستے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ ایسی حالت میں رومی سپاہیوں نے

انہوں میں سے ایک شخص کو پکڑا اور لکڑی اس کے کاندھے پر رکھ دی اور جب وہ سولی گھر پہنچا ردمی سپاہیوں نے اس کو مجرم سمجھا اور باوجود اس کے شور مچانے اسی شخص کو سولی پر چڑھادیا۔ اس کے شور مچانے یا چیخنے چلانے کا اس لئے بھی اثر نہ ہوا کہ ردمی اس کی زبان نہ سمجھتے تھے۔ اور مجرم کا شور وغل کرنا ایک عام بات تھی اس بات کی تائید (متی ۲۷/۳۳-۱۳۲) سے بھی ہوتی ہے اور اس طرح حضرت عیسیٰ بچ نکلے۔ اور ان کا تین دن بعد ظاہر ہونا اور لوگوں سے ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو سولی نہیں چڑھایا گیا تھا۔

۱۸۔ تصدیقِ رسالت

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کو یقین دلانے کی ضرورت نہیں وہ تو حضرت سرورِ کونین پر جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اس لئے کہ ان کو مختلف ذرائع قرآن پاک۔ احادیث اور دیگر کتب ہائے اسلام سے گواہی مل چکی ہے غیر مذاہب خصوصاً عیسائی بھائیوں کو یقین دلانے کی ضرورت ہے اس لئے ذیل میں عرض کیا جارہا ہے۔

۱۹۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق انجیل اور توراۃ میں متعدد جگہوں پر ارشادات ملتے ہیں لیکن طوالت کے ڈر سے میں دو ارشادات پر اکتفا کروں گا۔

(ا) انجیل یوحنا باب ۱۶/۱۲،۱۳،۱۴ میں ہے میری اور بہت سی باتیں ہیں پر اب تم ان کو برداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق

آئے تو تم کو تمام سچائی کی راہ بتا دے گا اس لیے کہ وہ اپنی نہیں کہے گا۔ لیکن جو سنیگا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبر بتلائیگا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اب دیکھیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد آئے اور انہوں نے وہ باتیں بتلائیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ بتانا چاہتے تھے یعنی تفکر فی ذات اللہ۔ تفکر فی صفات اللہ تفکر فی افعال اللہ، تفکر فی الموت اور لعیدہ توحید فی العبادۃ۔ تصدیق رب وغیرہ ان کے بعد کے احوال قبر، احوال حشر۔ الواب انجات جن کے متعلق انجیل میں تو بیان ہی نہیں اگر ہیں تو تمثیل اور تشبیہ کے نقاب میں روپوش ہیں۔ قرآن پاک کی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ کا اشارہ بھی اسی جانب ہے (وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گا) آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پورا کیا میں نے تم پر احسان اپنا (ق ۵/۱۲)

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل صادق اور امین کی شہرت پا چکے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم اس کی گواہی دیتا ہے وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ (ق ۳۹/۲۴) (اور جو لایا سچی بات) تیسری بات جو اس میں درس ہے یعنی وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ وہ سنے گا کہے گا۔

چنانچہ قرآن کریم اس کی گواہی دیتا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ ق ۵۳/۱۴ النجم) محمد اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا وہ جو کچھ سنتا ہے یہ تو وحی ہے۔

درس نمبر ۱۴ میں فرمایا کہ وہ میری بزرگی کرے گا۔ چنانچہ قرآن کریم

اور احادیث کی کتابیں ان الفاظ سے بھری پڑی ہیں ۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مسیح کی بزرگی کی بابت نکلے ۔ بہت سے یہودی نبی صلعم کی خدمت میں آتے تھے اور کہتے کہ ہم ایمان لانے کو تیار ہیں لیکن ہم مسیح کو سچا نہیں سمجھتے جواب میں آنحضرتؐ فرماتے کہ جو شخص مسیح پر ایمان نہیں لاتا وہ محمدؐ پر بھی ایمان نہیں لاتا ۔ چنانچہ دنیا کے کونے کونے میں حضرت مسیح کی بزرگی کا اور عظمت کا چرچا ہے ۔ درس ۱۳ میں بتایا گیا کہ وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا چنانچہ مکہ کی ساری آبادی ہی مسلمان نہیں ہو گئی بلکہ دشمنان اسلام مسلمان ہو کر نہ کہ صرف اسلام کے داعی بنے بلکہ اسلام کے وہ ستون بن گئے جن پر مسلمانوں کے آج تک فخر سے سر بلند ہیں ۔ چند مثالیں بھی پیش کرتا ہوں ۔

- عمرو بن عاص جو حبش میں نجاشی کے پاس قریشیوں کا سفیر بن کر گیا تھا عمان میں داعی اسلام بن کر جاتا ہے ۔
- خالد بن ولید جنگ احد میں بت پرستوں کا کمانڈر تھا ۔ اسلام لاکر لات و عزیٰ کے بتوں کو اپنے ہاتھ سے ختم کرتا ہے ۔
- عروہ بن مسعود جو حدیبیہ میں آنحضرتؐ کے پاس قریش کا سفیر بن کر آتا ہے خود بخود مدینہ طیبہ میں آکر اسلام قبول کرتا ہے اور متعدد غزوات میں اسلام کا سپہ سالار بن جاتا ہے ۔
- سہیل بن عمرو ۔ جسے اسم پاک محمد کے ساتھ فقط رسول اللہ لکھے جانے پر اعتراض رہتا تھا ۔ وفات نبی کے بعد متعدد محاذوں پر اسلام کے

سپاہی کی حیثیت سے لڑتا ہے

- عمر بن خطاب جو تلوار لیکر آنحضرت کا (نعوذ باللہ) سر قلم کرنے چلا تھا۔ وفات نبیؐ پر تلوار لیکر کہہ رہا تھا۔ خبردار کسی نے کہا کہ نبی کا انتقال ہو گیا تو اس کا سر قلم کر دوں گا۔

- وہی وحشی جس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا۔ تمام زندگی خجالت کے آنسو روتا رہا۔ حضور کے سامنے آنکھیں اوپر نہیں کیں اور مسلمہ بن کذاب داعی رسالت کو قتل کر کے فخر محسوس کرتا ہے۔

- ابوسفیان بن حارث جو ہمیشہ نبی کی شان میں ہجویہ اشعار پڑھتا تھا جنگ حنین میں وہی اکیلا رکاب تھامے نظر آتا تھا۔

- ابوسفیان بن حرب دشمن جان و دین محمد ندامت کے آنسو بہاتا حضور کے سامنے دو زانو بیٹھا ہے۔

- عبد یا بل ثقفی جس نے طائف میں حضورؐ کے پیچھے بچوں کو پتھر مارنے پر لگایا تھا۔ حضور کے وضو کے پانی کو منہ پر پھیرتا نظر آتا ہے۔

- بریدہ بن سلمیٰ جو سو اونٹوں کے عوض نبی کے قتل کا وعدہ کر کے مکہ سے چلتا ہے پھر ہمیں حضورؐ کا جھنڈا اٹھائے نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی سینکڑوں ایسے واقعات ہیں جن پر محققین اور مستشرقین عش عش کر اٹھتے ہیں۔ یہ سب کرشمے اس لعنیم کے تھے جو دلوں کو مسخر کرتی تھی۔ اور یہی آپ کا معجزہ تھا گویا تاریخ ایسی مثالیں دینے سے قاصر ہے کہ ایسے ایسے دشمن کسی بھی شخصیت نے بغیر جنگ جدل

صرف تعلیم و تربیت۔ وحق گوئی سے زیر نگیں کیئے اہل مکہ نے مسلسل کوشش کی کہ اسلام کو ملیا میٹ کیا جاوے اور امید نہیں ہو سکتی تھی کہ ان کوششوں کے سامنے اسلام ٹھہر سکے گا لیکن قرآن مجید نے پہلے پیش گوئی کر دی تھی (ق ۳۸/۸۸) تَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ۔ وہ اسلام کو کچھ عرصہ بعد جان لیں گے اور یہی ہوا۔

دوسری پیشگوئی:۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ (ق ۴۱/۵۳) ہم ان کو جلد ہی اپنے نشانات ان کے گرد و پیش اور خود ان کے اندر بھی ایسے دکھائیں گے۔ کہ ان پر یہ بات روشن ہو جائے گی کہ اسلام سچا ہے یہ پیش گوئی بھی پوری طاقت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی اور نبی اکرمؐ کی زندگی میں عرب کے ہر ایک مذہب۔ ہر قبیلہ نے اسلام کی سچائی کو سمجھا اور ایمان لائے۔ پیش گوئیوں کی مثالیں بے شمار ہیں لیکن عقلمند کے لیئے اشارہ بھی کافی ہوتا ہے۔

۲۰۔ اب ایک دفعہ پھر یوحنا کے باب نمبر ۱۶/۱۲-۱۳-۱۴ پر غور کریں۔

۱۲۔ میری بہت سی باتیں ہیں کہ کہوں مگر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔

۱۳۔ لیکن جب وہ روح حق آئیگا تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگا۔ اس لیئے وہ اپنی نہ کہے گا جو کچھ وہ سنے گا سو کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا

۱۴۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔

(۲۱) اب اگر مندرجہ بالا آیات کی تشریح پر غور کیا جائے تو کیا کوئی گنجائش باقی رہتی ہے کہ ان حقائق کی روشنی میں ہم ابھی تک ۱۴۰۰ سال سے زیادہ عرصہ

بعد بھی انتظار میں رہیں تاکہ حضرت عیسیٰ کے ارشاد کے مطابق اس پر ایمان آئیں
میرے عزیز عیسائی بھائیو ! وہ نبی آ چکا ہے اور اس پر ایمان لانے
میں دیر نہ کرو موت پتہ نہیں کب آ جائے اگر ایسے مشرکانہ اعتقادات
پر موت واقع ہو گئی تو عذاب عظیم کے مستحق ہو گے لیکن اگر اسلام پر ایمان
لائے تو سابقہ گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں۔ اور روز قیامت سرخروئی کی
امید کی جاسکتی ہے (انشاءاللہ) اگر تصدیق رسالت اور کچھ جاننا چاہتے ہو
تو دیکھیے۔ یوحنا ۱۵/۲۶،۲۵،۲ یوحنا ۱۶/۱۴،۱۳،۷ ، یوحنا ۱۴/۲۶-۲۵ یوحنا ۴۲،۲۳،۴،۱۴
یسعیاہ ۴۲/۱۲ یسعیاہ ۱۳،۱۴،۱۸،۱۵ یسعیاہ باب ۴۲ ، ۶۰ ملاکی ۳/۱
(۲۲) واقعات زندگی اتفاق کے رجحان اور ترجیحات پر اشارہ کرتے ہیں۔
(ا) آپؐ کی عمر ۱۲ سال تھی کہ اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ تجارت کے
سلسلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ بصریٰ میں بحیرہ راہب نے آپؐ کو
پہچان لیا کہ نبی موعود یہی نوجوان ہے۔ چنانچہ حضرت ابوطالب آپ کے چچا
سے کہا کہ اسے شام مت لے جاؤ یہودی اسے پہچان کر کہیں گزند نہ پہنچائیں
چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصریٰ ہی سے واپس کر دیا گیا۔
ب :۔ جب حضور اکرم کی عمر ۴۰ برس کی ہوئی تو غارِ حرا پر روح الامین آئے
اور آپکو نبوت کا مژدہ سنایا۔ آپ گھبرائے اور اپنی زوجہ حضرت خدیجہ کے
پاس تشریف لائے۔ انہوں نے آپکو تسلی دی اور چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل
کے پاس لے گئیں اور سارا ماجرا سنایا۔ ورقہ بن نوفل ماجرا سن کر جھٹ بول اٹھا
کہ یہی وہ ناموس ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔ جب آپ نے نبوت کا

اعلان کیا تو قریش مکہ آپکے مخالف ہو گئے۔ اور آپکو اور آپ کے صحابہ کو ایذا دینے لگے۔ بعض اصحابہ کرام کو گائے اور اونٹ کے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے۔ حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتے۔ ایک دفعہ حضورؐ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ عقبہ بن معیط نے اپنی چادر کو رسی جیسا بنایا اور نبی کریمؐ جب سجدے میں گئے تو چادر کو نبی کریمؐ کی گردن میں ڈال کر پیچ پر پیچ دینے لگا لیکن حضور اطمینان قلب سے سجدہ میں پڑے رہے اتنے میں حضرت ابوبکر تشریف لائے اور عقبہ کو ہٹایا لیکن چند شریر حضرت ابوبکرؓ پر پل پڑے اور آپکو بہت زدوکوب کیا۔ ایک دفعہ آپؐ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ جب آپ سجدہ کی حالت میں تھے تو کسی نے اونٹ کی نجاست بھری اوجھری آپکی پیٹھ پر رکھ دی۔ آخر کار جب قریش نے دیکھا کہ یہ ایذا رسانیاں بھی ناکام ہیں تو ایذا رسانی کے باقاعدہ پروگرام کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں آخر یہ فیصلہ ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح سے دق کیا جائے۔ بات بات پر ہنسی اڑائی جائے۔ تمسخر اور ایذا سے ان کو تکلیف پہنچائی جائے اور محمدؐ کو سچا جاننے والوں کو ایذا دی جائے۔ آخر آپ نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کو کہا۔ چنانچہ ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حبشہ کو روانہ ہو گئے۔ قریش نے تعاقب کیا مگر قافلہ کشتی میں سوار ہو کر جا چکا تھا مکہ کے کافر اس قافلہ کے پیچھے پہنچ گئے۔ حبشہ کا بادشاہ عیسائی تھا مگر اس نے حضرت جعفر کی تقریر سن کر کافروں کی یہ خواہش کہ مہاجرین کو ان کے حوالے کر دیا جائے مسترد کر دی اور کہا کہ محمدؐ تو وہی رسول

ہیں جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی چنانچہ کافروں کا قافلہ بے نیل و مرام واپس لوٹا جب کافر ہر طرف سے مایوس ہو گئے۔ تو انہوں نے نبی کریمؐ کو لالچ دینے کا سوچا چنانچہ مکہ کا نامور اور مشہور مالدار عتبہ اس کام کیلئے نامزد کیا گیا وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے بھتیجے اگر تم مال و دولت چاہتے ہو تو ہم تم کو بے اندازہ مال و دولت دینے کو تیار ہیں۔ اگر بادشاہی چاہتے ہو تو ایسا بھی ممکن ہے اگر تمہارے دماغ میں خلل آگیا ہے تو ہم اس کا علاج کرانے کو تیار ہیں۔ مگر تم تبلیغ سے باز آجاؤ مگر حضورؐ نے اس کی پیش کش مسترد کردی اور ان کو بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا پر ایمان لانے کی تلقین و ہدایت کی لہٰذا اس طرح بھی دشمنانانِ اسلام اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ اب قریش کے لوگ یہی باتیں لے کر آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس پہنچے۔ چنانچہ حضرت ابوطالب نے بھی آپکو سمجھانے کی کوشش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو میں دعوت حق سے باز نہیں آؤں گا۔

جب کفار نے دیکھا کہ اذیتوں اور لالچ سے بھی کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے ماہ محرم ۷ھ کو فیصلہ کیا کہ بنو ہاشم جو نبی صلعم کا قبیلہ ہے اس سے رشتہ ناطہ چھوڑ دو اور انہیں گلی میں پھرنے نہ دو، ان کی خرید و فروخت بند کردو۔ نبی کریم کے قبیلہ والے مجبور ہو گئے اور گھر بار چھوڑ کر پہاڑ کی گھاٹی میں محصور ہو گئے۔ قریش نے اشیائے خوردنی کا جانا بھی بند کر دیا۔ بنو ہاشم قبیلہ کے بچے بھوک کی شدت سے اس قدر روتے کہ

ان کی چیخیں گھاٹی سے باہر سنائی دیتیں۔ تین برس تک نبی کریمؐ کے خاندان نے اس سختی کو نہایت صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ جب کافروں نے گھاٹی پر سے پہرے اٹھا لیے اور دیمک نے ان کے معاہدے کے کاغذ کو کھا لیا جو کعبہ میں ٹنکا یا گیا تھا تو اس وقت نبی کریمؐ باہر نکلے اور دوبارہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک روز نبی کریمؐ مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو ابوجہل نے آپکو دیکھا اور کہا اے عبد مناف والے دیکھو آپ کا نبی آگیا۔ عتبہ بن ربیعہ بولا ہمیں کیا انکار ہے کوئی نبی یا فرشتہ بن بیٹھے یہ سن کر نبی کریم نے عتبہ سے فرمایا تو نے خدا اور اس کے رسول کی حمایت کبھی نہ کی اور اپنی ضد پر رہا پھر آپ نے ابوجہل سے فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے جب تو ہنسے گا کم اور روئے گا زیادہ پھر قریش سے فرمایا تمہارے لیے وہ ساعت قریب ہے کہ جس دین سے تم انکار کرتے ہو آخر اسی میں داخل ہو جاؤ گے۔ وقت آنے پر یہ تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے یہ سب حضورؐ کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔

اسوہ حسنہ نبی کریمؐ

اس سلسلہ میں فرانسیسی پروفیسر سیڈیو نے اپنی کتاب خلاصہ تاریخ العرب صفحہ نمبر ۴۳ پر جو کچھ لکھا ہے وہ کافی سمجھتا ہوں۔

آنحضرتؐ خندہ رو، ملنسار، خاموش طبع، بکثرت ذکر خدا کرنے والے۔ لغویات سے مبرا۔ بیہودہ پن سے دور۔ بہترین رائے رکھنے والے اور بہترین عقل والے تھے۔ انصاف کے معاملہ میں قریب بعید آنحضرت صلعم کے

نزدیک برابر ہوتا تھا۔ مساکین سے محبت فرمایا کرتے تھے غربا میں رہ کر
خوش ہوتے کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی بناء پر حقیر خیال نہ کرتے اور کسی بادشاہ
کو جاہ عظمت کی بناء پر بڑا خیال نہ کرتے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف
قلوب فرماتے جاہلوں کی حرکات پر صبر فرماتے کسی سے علیحدہ نہ ہوتے جب
تک وہ خود نہ چلا جائے صحابہ سے کمالِ محبت فرماتے اپنے جوتے خود مرمت
کر لیتے۔ کپڑوں کو پیوند خود لگاتے دشمن اور کافر سے کشادہ پیشانی ملاکرتے۔

صداقت قرآن

قرآن کی نظیر کوئی نہیں بنا سکے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہی فرمایا
گیا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا
(ق $\frac{17}{88}$)

اے رسول سب سے کہہ دیجیے کہ اگر سب انسان اور تمام جن بھی جمع
ہوجائیں اور ایک دوسرے کی مدد و اعانت کریں اور پھر وہ اس قرآن
جیسی کوئی کتاب بنانا چاہیں تو وہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرسکیں گے
۱۴۰۰ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے کسی کی اس طرف توجہ اور کوشش کرنے
کی بھی اطلاع نہیں۔ پھر فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ق $\frac{15}{9}$)
ہم نے اس قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت بھی ضرور ضرور کریں گے۔
چنانچہ قدرت کی طرف سے اس کی حفاظت کا یہ بندوبست ہے کہ سو یا دوسو
نہیں بلکہ لاکھوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ قرآن پاک کے ۳۰ پارے ہیں

ان میں ۶۶۶۶ آیات ۷۷۹۳۴ الفاظ اور ۳۲۳۷۶۰ حروف ہیں یہ سب حفاظ کو اس طرح یاد ہیں کہ زیر زبر کا فرق بھی نہیں ہو پاتا۔ عربی زبان میں اعراب کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اعراب میں ذراسی تبدیلی سے معانی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً فَعَلْتَ کے معنی ہیں تم ایک مرد نے کیا اگر زبر کو پیش سے بدل دیں تو اس کے معنی ہوں گے میں نے ایک مرد یا ایک عورت نے کیا۔ اگر اس کو زیر سے بدل دیں تو معانی ہو جائیں گے تم ایک عورت نے کیا۔

قرآن کے حافظ اعراب کی اس اہمیت کو ہر طرح سے ملحوظ رکھتے میں اس سلسلہ میں دوسری جگہ فرمایا۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ (ق ۲۹/۴۹)
یہ قرآن وہ روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینے میں رہتی ہیں پھر فرمایا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ (ق ۵۴/۱۷) ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان بنا دیا۔ پھر فرمایا۔
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ
(ق ۷۵ / ۱۸-۱۷-۱۶)

قرآن کا جمع کرنا اور قرآن کا درست رکھنا بھی ہمارے ذمہ ہے اوپر بیان کردہ جملوں نے اسکی تصدیق کی ہے۔ قرآن کریم کے احکام وقتاً فوقتاً نازل ہوتے تھے اس طرح اس کتاب کی ترتیب و تدوین مشکل کام تھا لیکن اس کام کا ذمہ بھی رب العزت نے اپنے ذمہ لے لیا۔ قرآن پاک کی کتابت جاری رہے گی انشاءاللہ بیشک دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی

یہی کتاب ہے۔ اس طرح ضروری ہوا کہ کتابت جاری رہے اور ۔ ۱۴ سال سے لکھی جا رہی ہے اور آئندہ بھی بغیر زیر، زبر کی تبدیلی کے لکھی جائے گی۔ عیسائی یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام میں اگر صداقت ہوتی تو آج مسلمان عیسائیوں کے مقابلہ میں تعداد اور طاقت ہر اعتبار سے کمزور نہ ہوتے۔ وہ اپنی تمام ضروریات میں عیسائیوں کے دست نگر۔ اس کا جواب بھی انجیل ہی کی زبانی سن لیجئے متی ۱۳-۱۴ میں لکھا ہے۔

"تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ جو دروازہ چوڑا ہے اور کشادہ ہے جو ہلاکت سے کو پہنچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اس کے جانے والے تھوڑے ہیں"

آخر میں میرے عیسائی بھائیو قرآن کریم کی دعوت سورۃ عمران کی آیت ۶۴ میں دی گئی غور سے سن لو۔

ترجمہ "اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے اور ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب بنائے ... رہو ہم خدا ... دار ہیں

(تشکیل ... پریس ملتان شہر)

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
6	10	آخروی	اُخروی
14	4	کہنا ہے غلط ہے	کہنا غلط ہے
17	8	مسیح علیہ سلام سے حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہ سلام سے	مسیح علیہ السلام سے پہلے اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد
17	15	قطعی واضع	قطعی واضح
21	3	مجرم کا شور	مجرم کا شور مچانے
22	15	درس ہے	درج ہے
23	7	چعاچہ مکہ	چناچہ اہل مکہ
26	1	آئیں	لائیں
26	6	اگر تصدیق رسالت	اگر تصدیق رسالت کے متعلق
26	9	زندگی انفاق کے	زندگی کے اتفاق
30	9	لمن	لئن
30	10	یاتون	"لایاتون"

تجارتِ آخرت

دنیا میں جمع کردہ مال و دولت بالآخر دوسروں کے کام آتی ہے۔ مگر دینی اور رفاہی کاموں پر لگایا ہوا سرمایہ انسان کے اس وقت کام آتا ہے جب وہ خالی ہاتھ دوسری دنیا میں پہنچتا ہے اس لیے کچھ سرمایہ آخرت کے بنک میں بھی محفوظ کرنے کی فکر و کوشش کرنی چاہیئے، اور اس کی بہترین صورت تبلیغِ دین پر خرچ کرنا ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور جو ہر مسلمان پر فرض کفایہ ہے۔ یہ اسی فرض کو بھلا دینے کا نتیجہ ہے کہ آج انسان اخلاقی آوارگی، ذہنی ارتداد، فکری انتشار اور لادینی اقدار کا شکار ہو گیا ہے

ایسے وقت میں جبکہ شعائر اسلام مٹتے چلے جا رہے ہوں اور غیر ممالک سے انگریزی دینی لٹریچر مہیا کرنے کا شدید تقاضا ہو رہا ہو۔ یہ فرض کفایہ، فرضِ عین ہو جاتا ہے، اور بقول حضرت مجدد الف ثانی رح ایسے لادینی دور میں دین کو رواج دینے کے لئے ایک کوڑی خرچ کرنا اللہ کی راہ میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔

یہ ادارہ اسی فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ جو حضرات دنیوی مصروفیات کے باعث یہ دینی فریضہ ادا نہیں کر سکتے۔ وہ اس ادارہ کے رکن بن کر گھر بیٹھے لٹریچر کے ذریعہ اندرون و بیرونِ ملک تبلیغ کر کے سرمایۂ آخرت جمع کر سکیں یا اس کے تبلیغی ماہنامہ "مجلہ" میں اشتہار دے کر مصداق "ہم خرما و ہم ثواب" اپنی تجارت بڑھا سکیں۔ یہ ادارہ مارچ ۱۹۶۵ء سے نہایت باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں دیدہ زیب اور دلنشین اردو لٹریچر نسل نو اور بیرونی ممالک میں مفت تقسیم کر رہا ہے۔ اب بیرونی ممالک کے لئے انگریزی میں دینی لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ادارہ کسی جماعت کا نقیب یا ترجمان نہیں۔ اس کا مقصد خالصتاً للہ دین کی خدمت ہے اور اس کے لئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ تاکہ اسلام کا پیغام جاپان، کوریا، آسٹریلیا اور افریقہ وغیرہ تک پہنچایا جا سکے

فارم رکنیت مفت طلب کریں

منشی عبدالرحمن خان منیجنگ ڈائرکٹر عالمی ادارہ اشاعت علومِ اسلامیہ رجسٹرڈ

پوجھلیک۔ ملتان شہر —— فون نمبر 31675